ننگے سر نماز پڑھنا سُنّت نہیں

نئ سے نئ بیماریاں معاشرے کو کینسر کی طرح تباہ و برباد کرتی چلی جا رہی ہیں۔ مسلمان لوگ ''بے غیرت مغربی اَقوام'' کی نقالی کو کامیابی کا ذریعہ سمجھ کر شرم و حیا کا جنازے پر جنازہ نکالتے چلے جا رہے ہیں اور اپنے رَبِّ کریم جلّ جلالہ اور رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی مقدّس باتوں اور اِرشادات و اَحکامات کو محض یہ کہہ کر ردّ کر دیتے ہیں کہ ''اُوے اَیہہ مولویاں دیاں گلّاں نیں' مولوی تنگ نظر نیں'' وغیرہ وغیرہ ۔ اِسلامی اقدار کی بات کرنے والے کو ''قدامت پسندی'' ''اَندھی تقلید'' اور ''بنیاد پرستی'' کا شکار کہہ کر اِسلامی احکام سے راہِ فرار اِختیار کی جاتی ہے۔ یہ وہ شر ہے جو یہودی' ہنودی شیطانوں نے ذرائع ابلاغ کے ذریعے پھیلایا ہے۔ یہاں تک کہ کلمہ گو حضرات شعائر اللہ کی بے اَدبی کو بھی معمولی حرکت سمجھتے ہیں۔ آج اِس دَور میں اپنے شعائرِ دینیہ و ملّیہ کے معاملہ میں جتنی بے وفائی مسلمان کر رہے ہیں کوئی اور قوم اپنے شعائر مذہبیہ یا ملّیہ سے اَیسا نہیں کرتی۔

کتنے اَفسوس کی بات ہے کہ مغربی تہذیب کی یلغار کے سامنے پسپا ہونے والے مسلمان اِسلامی تہذیب کو اپنانے میں اپنی تذلیل اور پستی سمجھتے ہیں اور یہ کہتے ہوئے شرماتے نہیں کہ اگر ہم نے اِسلامی اقدار اور طرزِ بود و باش کو اپنایا تو دُنیا کی دَوڑ میں پیچھے رہ جائیں گے حالانکہ اِن ''بے چارے عقل کے بندوں کو خبر نہیں کہ رَبِّ کائنات جَلَّ جلالہ کا فرمانِ عظیم ہے کہ: **وَلَا تَھِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ** ○ (آل عمران:۱۳۹) ''اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تمہیں غالب آؤ گے اگر اِیمان رکھتے ہو''۔

یہ کلمات تحریر کرتے ہوئے دِل خون کے آنسو رو رہا ہے کہ مغربی تہذیب نے نہ صرف یہ کہ مردوں کے سر سے پگڑی اور ٹوپی چھین لی بلکہ عورتوں کو بھی دوپٹے سے

آزاد کر دیا ہے۔ اِس بے راہ رو تہذیب کے سیلاب میں پڑھے لکھے اور شریف مَرد اور عورتیں سبھی تنکوں کی طرح بہتے چلے جارہے ہیں۔ (الا ماشاءاللہ)

اَخبارات و رسائل وغیرہ میں خواتین ننگے سر سے اپنی نمائش کرواتی ہیں۔ شادی بیاہ کے موقعوں پر عریانی مادر زاد آزادروی اور حیاءسوز حرکتیں یہود و نصاریٰ کو شرما رہی ہیں۔ مسلمان حکمران اپنی عورتوں کو یہودیوں وعیسائیوں کے ساتھ ننگے سر کھڑے کرتے ہیں۔ مشرکوں اور کافروں سے اپنی عورتوں کے مصافحے کرواتے ہیں۔ خدا معلوم اِن لوگوں کی غیرتِ اِیمانی کو کیا ہوا ہے؟

اِس دورِ گمراہی میں اَعمالِ صالحہ بھی بے اَدبی، لاپروائی اور غفلت کے ہاتھوں پس رہے ہیں۔ نماز ایک اَہم عبادت ہے جس میں بندے کو اپنے ربّ ذوالجلال والاکرام کی بارگاہِ اَقدس میں اَدب کے ساتھ اپنی بےبسی اور عاجزی کا بھرپور اِظہار کرنا چاہیے۔ اِس میں بدن کی طہارت کے ساتھ ساتھ شائستگی اور وقار کو بھی ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے۔ مگر دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ لوگ نماز جیسی عظیم عبادت میں شائستگی اور وقار کی بالکل پرواہ نہیں کرتے اور غافلوں اور لاپرواہوں کی طرح نماز کو اَدا کرتے ہیں اور ننگے سر نماز کی ادائیگی میں بہادری اور شوخیِ علم کا اِظہار کرتے ہیں اور کئی لوگ سر پر کپڑا، ٹوپی اور پگڑی وغیرہ رکھنے کے خلاف بے تکی بحث کرتے ہیں اور نہ صرف یہ کہ برہنہ سر رہنے کو معیوب نہیں سمجھتے بلکہ ننگے سر نماز پڑھنے پر اِصرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''سر کو ڈھانپنا نماز کی شرائط میں سے نہیں ہے''۔

''جماعت اِسلامی'' کے ترجمان ماہنامہ ''ترجمان القرآن'' (جنوری ۱۹۸۱ء) کے شمارہ میں ''محمود حسن صاحب'' کے ایک مضمون ''ایک فراموش سُنّت'' میں، سر کو ڈھانپے بغیر نماز پڑھنے والوں کے لئے لکھا ہے۔ ''کہ فقہ کی رو سے تو کُرتہ پہننا بھی نماز کی شرائط میں سے نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اَب کُرتہ پہننا بھی ترک کر دیا جائے۔ فقہی نقطۂ نظر یہ ہے کہ آدمی اگر صرف اپنا ستر ناف سے گھٹنے تک ڈھانپ لے تو نماز پڑھ سکتا ہے''۔

مضمون نگار نے یہ بات لکھ تو دی مگر شاید مضمون نگار کو علم نہیں کہ ننگے سر نماز پڑھنے والے ''جماعت اِسلامی'' اور ''فرقۂ اہلحدیث'' کے ہی اَفراد ہیں۔ اگر مضمون نگار

اپنے قارئین کو یہ مشورہ دیتے کہ سرے سے کپڑے ہی نہ پہنو۔ ننگے ہی نماز ہوجاتی ہے تو شاید وہ ناراض نہ ہوتے۔ کیونکہ مضمون نگار نے ترجمان القرآن جلد ۹۶ ص ۲۳ پر لکھا ہے ”رہا وہ شخص جس کے پاس پہننے کے لئے سرے سے کوئی کپڑا نہ ہو وہ بیٹھ کر اشارے سے رکوع وسجود کرکے نماز ادا کرسکتا ہے“۔ ساتھ ہی لکھا ہے کہ ”اِس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ آدمی اِستطاعت کے باوجود کرتہ کے بغیر نماز اَدا کرتا رہے یا ننگے سر ہوکر نہ صرف یہ کہ نماز اَدا کرنے کو اپنا معمول بنائے بلکہ اِس پر اصرار بھی کرتا رہے“۔

مضمون نگار نے لکھا ہے ”کسی مجبوری یا عدم اِستطاعت کے باوجود برہنہ سر نماز پڑھنے میں بے اَدبی اور بے پروائی کا پہلو ہے“۔ عبارت کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔

لیکن کسی مجبوری
یا عدم استطاعت کے باوجود برہنہ سر نماز پڑھنے میں بے ادبی اور بے پروائی کا پہلو ہے۔
نماز ایک اہم عبادت ہے جس میں بندے کو اپنے رب کی بارگاہ میں ادب کے ساتھ اپنی بے بسی
اور عاجزی کا بھرپور اظہار کرنا چاہیے۔ اس میں بدن اور لباس کی طہارت کے ساتھ شائستگی اور وقار
کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے۔

”اہل حدیث“ کے ترجمان ہفت روزہ ”اہلِ حدیث“ شمارہ نمبر ۴۱ جلد نمبر ۲۲ ماہ اکتوبر ۱۹۹۱ء کے صفحہ نمبر ۶ کالم نمبر ۱ پر لکھا ہے۔ ”نبی اکرم ﷺ سے عام حالات میں ننگے سر نماز پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ بعض اِنتہا پسند حضرات اِسے ”مردہ سُنّت“ خیال کرکے اِس کے اِحیاء کا بڑی سختی سے اِہتمام کرتے ہیں۔ اُن کا یہ طرزِ عمل نفرت کا باعث ہے۔ اِس سے احتراز کیا جائے۔ کپڑا موجود ہونے کی صورت میں عام طور پر ننگے سر نماز پڑھنا سُنّت نہیں ہے“۔

اِس عبارت کا عکس ملاحظ فرمائیں۔

(ملاحظہ ہو فوٹو بمطابق اصل)
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عام حالات میں ننگے
سر نماز پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ بعض انتہا پسند حضرات اسے
"مردہ سنت" خیال کرکے اس کے احیاء کا بڑی سختی سے اہتمام
کرتے ہیں۔ ان کا یہ طرز عمل نفرت کا باعث ہے۔ اس لیے
احتراز کیا جائے۔ کپڑا موجود ہونے کی صورت میں عام طور پر ننگے
سر نماز پڑھنا سنت نہیں۔

ماہنامہ ''ترجمان القرآن'' (جنوری ۱۹۸۱ء) میں لکھا ہے۔ ''کہ آج کل ننگے سر رہنے کا جو رواج عام چل پڑا ہے۔ یہ سُنّتِ نبوی اور اِسلامی تہذیب کے خلاف ہے''۔ (من وعن)

حضور ﷺ کی کسی حدیث مبارکہ میں یہ ثابت نہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ننگے سر نماز پڑھائی یا پڑھی ہو یا ننگے سر پھرتے ہوں۔ اَحادیثِ مبارکہ میں یہ تذکرہ تو کثرت سے ملے گا کہ نبی آخر الزماں ﷺ نے فلاں فلاں مواقع پر پگڑی شریف باندھی ہوئی تھی اور ہمیشہ باندھتے تھے۔ ہاں البتہ سوائے اِحرام کی حالت کے کوئی موقع ثابت نہیں ہے کہ آپ ﷺ ننگے سر رہے ہوں اور ایسی کوئی حدیث شریف نہیں جس سے ثابت ہو کہ آپ ﷺ نے عمامہ شریف کے بغیر نماز پڑھی ہو یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا ہو کہ ننگے سر نماز پڑھنا میری سُنّت مبارکہ ہے۔

اَحادیثِ مبارکہ میں کیا ہے' ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ ''رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر پگڑی باندھی''۔ [۱]

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:۔ ''فتح مکّہ کے سال آپ ﷺ کے سرِ اَنور پر عمامہ شریف تھا''۔ [۲]

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جب عمامہ شریف باندھتے تو اُس کے شملہ (شریف) کو اپنے کندھوں کے درمیان لٹکاتے''۔ [۳]

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:۔
''میں نے حضور ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا اور آپ (ﷺ) کے سر اَنور پر قطر کا بنا ہوا عمامہ شریف تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے (نورانی) دستِ

[۱] مشکوٰۃ ص ۳۷۴' ابوداؤد جلد۲ ص ۲۰۹' کتاب اللباس۔ [۲] ترمذی جلد۱ ص ۳۰۴' ابوداؤد جلد۲ ص۲۰۹ مسلم کتاب الحج' نسائی کتاب المناسک' مصنف ابی شیبہ جلد۸ ص ۲۳۷' دلائل النبوۃ للبیہقی جلد۵ ص ۶۷۔ [۳] ترمذی ابواب اللباس جلد۱ ص ۳۰۴' مشکوٰۃ ص ۳۷۴۔

(مبارک) کو اپنی پگڑی شریف کے نیچے داخل فرمایا اور اپنے سرِ اقدس کے اَگلے حصّہ کا مسح فرمایا اور سر مبارک سے پگڑی نہیں اُتاری''۔ ۴

اَحادیثِ مبارکہ نمبر ۲ تا ۴ صرف اِس مقصد کے لئے بیان کی گئی ہے تاکہ اِسلامی تہذیب سے بے خبر مسلمانوں کو علم ہو کہ حضور ﷺ ننگے سر نہیں رہتے تھے۔

۵۔ ''حضرت عمروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (جب وضو کرتے تو) پگڑی (شریف) کو سر سے اُتارتے اور پانی سے اپنے سر کا مسح فرماتے''۔ ۵

۶۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ''(رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ) کے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سخت گرمی میں) پگڑی اور ٹوپی پر سجدہ کیا کرتے تھے اور اُن کے ہاتھ اپنی آستین میں ہوتے''۔ ۶

۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہیں، فرماتے ہیں: ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنی پگڑی کے پیچ پر سجدہ فرمایا کرتے تھے''۔ ۷

۸۔ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے تھے ''ہمارے اور مشرکوں میں ٹوپیوں پر عمامہ کا فرق ہے یعنی وہ صرف عمامہ باندھتے ہیں اور ہم ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں''۔ ۸

۹۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ''جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نیا کپڑا پہنتے تو اُس کا نام لیتے جیسے عمامہ یا قمیص یا چادر''۔ ۹

محولہ بالا اَحادیثِ مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ''ننگے سر'' نہیں رہا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وضو کرتے وقت بھی ننگے سر نہ ہوتے تھے تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ننگے سر نماز پڑھتے ہوں گے؟ وہ تو سخت گرمی کی حالت میں پگڑی اور ٹوپی پر سجدہ کرتے تھے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ننگے سر نماز نہیں پڑھتے تھے۔

---

۴ ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱، کتاب الطہارت۔ ۵ مؤطا امام مالک ص ۲۳، کتاب الطہارت۔ ۶ بخاری کتاب الصلوٰۃ باب السجود علی الثوب تعلیقاً۔ ۷ فتح القدیر جلد ۱ ص ۲۱۴۔ ۸ ترمذی جلد ۱ ص ۳۰۷، مشکوٰۃ ص ۳۷۴، ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۰۹۔ ۹ ترمذی جلد ص ۳۰۶، مشکوٰۃ ص ۳۷۵۔

کس موقعہ پر پگڑی اور ٹوپی وغیرہ نہیں پہنی جاتی:

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت سالم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ کسی شخص نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) اِحرام باندھنے والا کیا پہنے؟ تو نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''آدمی اِحرام کی حالت میں (۱) قمیص (۲) پگڑی (۳) ٹوپی (۴) شلوار (۵) ورس اور زعفران سے رنگا ہوا کپڑا۔ اور (۶) موزے نہ پہنے اور اگر پہننے کے لئے جوتے ہوں تو موزے ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ کر پہن لے''۔ [۱۰]

''جماعت اِسلامی'' کے ''محمود حسن صاحب'' نے ٹوپی یا پگڑی کے پہننے کی دلیل میں مذکورہ بالا حدیث پاک بیان کی ہے اور نتیجہ اخذ کیا ہے جو کہ صحیح ہے کہ ''**اِس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آدمی کو ہمیشہ سر پر پگڑی یا اُس کی جگہ کوئی اور چیز پہننی چاہیے**''۔

''حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں (یعنی ظاہری زمانۂ حیات میں) لوگ ننگے سر نہیں رہتے تھے۔ وہ سر پر عمامہ باندھتے یا ٹوپی اور اِس طرح کی کوئی اور چیز پہنتے تھے۔ اِس بنا پر حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِحرام باندھنے والے کو سر پر ٹوپی یا پگڑی پہننے سے منع فرمایا۔ (یاد رہے یہ صرف حج اور عمرہ کے وقت اِحرام کی پابندیاں ختم ہونے تک کا حکم ہے)۔

ہم مسلمان' ہنود اور یہود و نصاریٰ کی بے راہ رو تہذیب میں کس طرح خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے ہیں کہ اپنے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور اہل بیت اَطہار رضی اللہ عنہم اور بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی مشابہت کو چھوڑ دیا ہے اور اغیار کی مشابہت کو پسند کیا ہے جبکہ اُمّتی ہیں سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ''رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جو کوئی کسی قوم سے مشابہت

---

[۱۰] مشکوٰۃ ص ۲۳۵' نسائی جلد ۲ ص ۸۔

کرے گا وہ اُنہی میں سے ہوگا''۔ [۱۱]

فرشتوں کی علامت:

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم عمامے اختیار کرو کیونکہ یہ فرشتوں کی علامت ہے اور انہیں اپنی پیٹھوں کے پیچھے لٹکاؤ''۔ [۱۲]

مجاہدین میدان میں بھی پگڑی باندھتے تھے:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع (یہودی) کی طرف ایک جماعت بھیجی تو اُس پر (حضرت) عبداللہ بن عتیک (رضی اللہ عنہ) رات کے وقت اُس کے گھر میں داخل ہوئے وہ سو رہا تھا، آپ نے اُسے قتل کردیا۔ (حضرت) عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُس کے پیٹ میں تلوار ماری حتیٰ کہ اُس کی پیٹھ میں گزر گئی، میں سمجھ گیا کہ میں نے اُسے قتل کردیا ہے۔ پھر میں قلعہ کے دروازے کھولنے لگا حتیٰ کہ میں آخری سیڑھی تک پہنچ گیا۔ میں نے اپنا پاؤں رکھا تو چاندنی رات میں گر گیا۔ میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ میں نے پگڑی سے اُس پر پٹی باندھ دی پھر میں اپنے ساتھیوں کی طرف چلا اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پر اپنا نورانی ہاتھ مبارک پھیرا تو گویا میں نے کبھی اُس کی شکایت نہ کی تھی (ہڈی جڑ گئی، ایسے ہوا کہ جیسے میری پنڈلی کو کچھ نہیں ہوا)۔ اِس حدیث شریف سے پتا چلا کہ مجاہدینِ اسلام میدانِ جہاد میں بھی پگڑی باندھتے تھے۔ [۱۳]

---

[۱۱] ترمذی جلد ۱ ص ۳۰۷، مشکوٰۃ ص ۳۷۴، ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۰۹۔ [۱۲] ترمذی جلد ص ۳۰۶، مشکوٰۃ ص ۳۷۵۔ [۱۳] مشکوٰۃ ص ۴۳۵، نسائی جلد ۲ ص ۸، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۲۹۹، بخاری جلد ص ۔

يٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ۔ (الاعراف:۳۱)

''اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ''۔ یعنی لباس زینت اور ایک قول یہ ہے کہ کنگھی کرنا خوشبو لگانا داخلِ زینت ہے اور سُنّتِ مبارکہ یہ کہ آدمی بہتر ہیئت کے ساتھ نماز کے لئے حاضر ہو۔ کیونکہ نماز میں ربِّ ذوالجلال والاکرام سے مناجات ہے تو اِس کے لئے زینت کرنا عطر لگانا مستحب ہے جیسا ستر طہارت واجب ہے۔ مسلم شریف کی حدیث شریف میں ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں دن میں مرد اور عورتیں رات میں ننگے ہو کر طواف کرتے تھے۔ اِس آیتِ مبارک میں ستر چھپانے اور کپڑے پہننے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ ٹوپی اور پگڑی بھی زینت میں شامل ہے۔ سر ننگا اور لمبی داڑھی شریف ہو تو عجیب شکل وصورت نظر آتی ہے۔ پگڑی اور ٹوپی سے بندۂ مومن کا حسن اور وقار نمایاں ہوتا ہے اور شخصیت بارُعب اور باوقار نظر آتی ہے۔ سب سے بڑی بات سُنّتِ مبارک پر عمل اور اتباعِ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اور وقار ملتا ہے۔

وَمَا عَلَيۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ اَللّٰهُمَّ اهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ

مؤلف
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ملنے کا پتا
جامع مسجد نگینہ
977-A بلاک B-III گجرپورہ (چائنہ) سکیم لاہور
042-36187575, 0300-4274936